

خفگی اور عتاب ہی پر سلوک کا مدار ہو تو ظاہر ہے کہ بچا پرے عاشق زیادہ عرصے تک گزارہ نہ کر سکیں گے اور ختم ہو جائیں گے۔

۵۔ شرح : خواجہ حالی فرماتے ہیں :

” اس کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ تم جیسے نازک مزاج شہر میں ایک دو اور ہوں تو شہر کا کیا حال ہو ؟ دوسرے معنی یہ ہیں کہ جب تم کو اپنے عکس کا بھی اپنی مانند ہونا گوارا نہیں تو شہر میں اگر فی الواقع تم جیسے ایک دو حسین موجود ہوں تو تم کیا قیامت برپا کرو ؟“

محبوب آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر غصے اور جوش میں آجاتا ہے۔ گویا اسے اپنا عکس دیکھنا بھی گوارا نہیں۔ جب حالت یہ ہے تو واقعی شہر میں ایک دو حسین محبوب جیسے موجود ہوں تو خدا جانے ، اس کا غصہ اور عتاب کیا رنگ لائے ؟

دوسرے معنی بقول حالی یہ ہیں کہ ایک ہی حسین نے قیامت برپا کر رکھی ہے ، اگر ایسے ہی ایک دو اور شہر میں موجود ہوں تو واقعی اہل شہر کا جینا دو بھر ہو جائے۔

۶۔ شرح : جس سیاہ نصیب کو ایسا ہی تیرہ و تار یک دن نصیب ہوا جیسا میرے لیے مقدر ہے ، وہ شخص رات کو دن نہ کہے تو کیا کرے ؟ مطلب یہ ہے کہ میرے روزگار کی تاریکی اس درجے پر پہنچی ہوئی ہے کہ رات اس کے مقابلے میں بہ منزلہ دن کے ہے۔

بعض اصحاب نے اسے عرفی کے مندرجہ ذیل شعر سے ملتا جلتا قرار دیا ہے :

ز فروغ آفتابم نبود خبر کہ بے تو !

چہ دوزلف تست یکساں شب و روزم از سیاہی

مجھے سورج کی روشنی کی خبر ہی نہیں ہوتی ، کیونکہ اے محبوب ! تیرے بغیر